

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

بے نظیر حکومت کا خاتمہ
تاریک دور اور بدترین انجام

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بالآخر ۶ اگست ۱۹۹۷ء کو عمرہ بے نظیر کی غیر فطری، غیر شرعی حکومت اور پیپلز پارٹی کی ٹوٹ حکمرانی کے دوسرے تاریک ترین دور جس نے پاکستان کی تاریخ میں بدعنوانی اور ٹوٹ کھسوٹ کے ریکارڈ توڑ دیئے) کا بھی خاتمہ ہو گیا اور قوم کو ایک باد پھر اندھیر نگری اور پچوٹ راج سے نجات مل گئی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک صدر پاکستان جناب غلام اسحق خان نے اس موقع پر قوم کے نام اپنے مفصل خطاب میں سابقہ حکومت کی کرتوتوں، وزیر اعظم کی نااہلیت اور اس کے سبب ملکی، قومی بلکہ بین الاقوامی سطح پر مملکت کی ذلت اور عالمی سوائیوں کے جن عبرتناک مناظر کی طرف اشارات کیئے، اب اُن کے اعادہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش اور نہ فرصت ! صدر کے بیان کردہ ثمرناک الزامات سے لبریز اور ٹھوس ثبوت و نظائر سے مزین سیاہ نامہ اعمال، سنگین اخلاقی، مالی، سیاسی اور دستوری جرائم کے ارتکاب پر مبنی سرکاری دستاویز کسی عام سرمایہ دار، صنعت کار، وڈیرے یا سمگلر کی نہیں بلکہ ایک ایسی سیاسی پارٹی کی سربراہ کا کردار تھا جو ملک میں سماجی عدل و مساوات اور غربت و اننیازات کے خاتمے کی علمبردار تھی اور جس کی سیاست کا سارا دار و مدار محروم اور استحصال زدہ طبقات کے حالات کو بہتر بنانے اور انہیں ان کے حقوق دلوانے کے بلند بانگ نعروں پر تھا۔

ہمارے نزدیک نبی صادق و مصدوق امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کی ایک اور قطعی اور عملی شہادت مہیا ہو گئی کہ عورت ہرگز حکمرانی کی اہل نہیں اور جس قوم نے بھی اقتدار عورت کو سونپا وہ کبھی بھی فلاح نہیں پاسکتی۔

ایوان بالا سینٹ سے شریعت بل کے منظور ہونے کے بعد اقتدار کے آخری ایام میں سابق وزیر اعظم سمیت کابینہ کے تمام ارکان، پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت اور وفاقی حکومت کی تمامتر مشینری ہاتھ دھو کر اور لنگوٹ کس کر شریعت بل کی مخالفت اور مزاحمت اور اس کو ہر حال میں ناکام بنانے کے لیے جس طرح میدان میں کود آئی، قرآنی نظام، خدائی احکام، قطعی نصوص اور اسلامی ہدایات کے خلاف جس طرح کا تضیک و استہزاء

مذاق و تمسخر اختیار کیا، علماء حق کے خلاف اور بازاری زبان استعمال کی۔ خود سابق وزیر اعظم نے قرآنی احکام کو نامناسب، ظالمانہ اور وحشیانہ نظام قرار دیا تو اس کے پیش نظر ہمارا یقین تھا کہ چیونٹی نے اسے کرائے اور اپنا سر پھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے وقت ضائع کیے بغیر قلیل ترین مدت میں ملک بھر کی سیاسی، مذہبی اور تنظیموں سے رابطہ قائم کر کے آل پارٹیز شریعت کانفرنس کا انعقاد کیا اور قوم کو جبر و استبداد اور تشدد و اتصال کے خاتمے اور نفاذ شریعت کی تکمیل کے لیے ”تحریک نفاذ شریعت“ کا پلیٹ فارم مہیا کر دیا جس کام کرنے کا موثر اور انقلابی لائحہ عمل مرتب کیا۔ جس کا پہلا، آخری اور بنیادی ہدف شریعت بل کی منظوری اسی میں عورت کی حکمرانی کا خاتمہ تھا، اس کے منظور ہونے سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہوتا، جبر و سب اد کی دیواریں گرنے لگتیں اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ کی تشکیل اور اسلامی خطوط پر اس کی تعمیر ہوتی۔ مختصر میں ہمہ گیر تحریک چلی، حکومت کو ۱۰ اگست تک شریعت بل کے منظور کر دینے کا الٹی میٹم دے دیا گیا، ملک ایک بار پھر شریعت بل کے نعروں سے گوج اٹھا۔ ملکی سیاست کا نقشہ تبدیل ہو گیا، ملک تمام سیاسی جماعتوں میں بٹ گئیں، ایک پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت جس نے ہر صورت میں شریعت بل کو ٹالنے، ترو اور ڈاٹنا میٹ کر دینے کا تہیہ کر رکھا تھا، دوسری حزب اختلاف جس نے متفقہ طور پر شریعت بل قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے منظور کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

(الحمد للہ کہ مؤقف حق تھا، بات درست تھی اور ہدف صحیح تھا۔ اس تحریک میں وہ لوگ بھی شریک ہوئے جنہیں کل تک شریعت بل کا نام لینا بھی گوارا نہ تھا۔ اور اب شریعت بل ایک ایسی کسوٹی بن گیا ہے کہ اس کی مخالفت کر کے اپنی سیاسی وجاہت کو تاراج کرنے کی جرأت کسے ہو سکتی ہے؟

مگر عین اُس وقت جبکہ شریعت بل قومی اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا ملکی سیاست اور تاریخ کے نازک ترین اور حساس مرحلہ اور شریعت بل کی قطعی منظوری اور نفاذ کے واضح اور روشن امکانات کے قریب پر اسمبلیاں نوڑ دی گئیں اور اس طرح آئینی اور پارلیمانی طریقے سے شریعت بل کے تحفظ و نفاذ کے بہترین منزل قوم سے پھر دور کر دی گئی۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بے نظیر کی خصی سے دُور و زقبل اس تمام کھیل اور اس کے پس منظر کا علم ہو گیا تھا یہ بھی واضح ہو گیا تھا کہ ڈور کا سرا کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کہاں سے ہلایا جا رہا ہے اگر اس سب کچھ سے باوجود انہوں نے ایک روز قبل صدر جناب غلام اسحاق خان سے ملاقات کی اور اپنی ملاقات میں یہی درخواست

کی کہ نفاذ شریعت بل کے اسمبلی میں پیش ہونے اور منظور کرانے کے قریب ترین ایام میں یہ اقدام نفاذ کی اہم سبوتاژ کرنا اور بیرونی طاقت کے اشارہ پر تحریک نفاذ شریعت کو بلیا میٹ کرنا ہے، مولانا نے لحاظ سے شریعت بل کے قومی اسمبلی میں پیش ہونے اور اس کی قطعی منظوری اور اس کے مفید اور مثبت سے صدر کو آگاہ کیا اور ان کی منت سماجت کی کہ چند روز بعد بھی یہ اقدام اٹھایا جاسکتا ہے۔

بہر حال یہ ایک اتمام حجت تھا جس کا صدر پر واضح کر دینا ضروری تھا۔ تاہم قوم کے سنجیدہ، دینی اور دانشور نے اس سوال کا تشفی بخش جواب تاہنوز نہیں پایا کہ جب بے نظیر کی حکومت کے پیش ماہ کا ہر ہفتہ اتنا سنگا تاریک اور بھیانک تھا کہ صدر کے اس کے برطرف کر دینے کے اقدام کو ہر لحاظ سے جائز ضروری اور برہم قرار دیا جاتا مگر شریعت بل قومی اسمبلی میں زیر بحث آنے سے محض چند گھنٹے قبل کا وقت اس کے لیے کہ منتخب کیا گیا؟ ہمیں یہ دریافت کرنے کا پورا حق حاصل ہے کہ

جناب صدر! آپ نے یہ قدم اُس وقت کیوں نہ اٹھایا جب بے نظیر حکومت کی سانی تعصب بنی سیاسی کاروائیوں سے سندھ میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، محض زبان کے اختلاف کی وجہ لوگوں بھرے پڑے گھر لوٹے جا رہے تھے، تحریک عدم اعتماد کے موقع پر بقول آپ کے ”جمعہ بازار“ لگا ہوا تھا، قومی اسمبلیوں کے ممبر گاجر مولیٰ کی طرح رک رہے تھے، حد درجہ بیدروی، بے رحمی اور مال غنیمت کی طرح قومی خزانہ کو لوٹوایا جا رہا تھا، پھر سندھ میں صرف ایک بار نہیں بار بار روح فرسا اور خوفناک مناظر پوری قوم نے دیکھے اور ہر بار مظلوم اور خوفزدہ عوام بڑی امیدوں اور توقعات کے ساتھ آپ کی طرف دیکھتے رہے لیکن انہیں ہر بار مایوس کیا جاتا رہا۔

مگر اب جبکہ حالات خاصے پرسکون تھے اور شریعت بل کے مسئلہ پر پوری قوم متفق اور متحد ہو چکی تھی جب پیپلز پارٹی تنہا رہ گئی تھی اور بظاہر یقین ہونے لگا تھا کہ اس معاملے کے قومی اسمبلی میں جانے کے بعد پارک میں قرآن و سنت کے نفاذ کی منزل قریب آجائے گی اور اس کی مخالفت میں بے نظیر حکومت کی ماتر گزرائیگاں جائیں گی جو اس کے قطعی زوال اور نئے اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ مگر اجلاز چند گھنٹے قبل صدر نے یہ بساط پھیٹ کر شریعت بل کی منظوری اور قطعی کامیابی کے واضح اور روشن امکان کو ختم کر دیا۔ لہذا اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ یہ بھی غیر ملکی اشارہ تھا، اس لیے کہ امریکہ بہادر کو دنیا کسی بھی خطہ میں نظام شریعت کی بالادستی اور تنفیذ و ترویج ایک نظر بھی نہیں بھاتی۔

بہر صورت پس منظر جو کچھ بھی ہو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شریعت بل بے نظیر کے

حکومت میں آخری کیل ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شریعت بل سے جن قوتوں، سیاسی، حکمرانوں اور بعض قدامت پرستوں نے ٹکری، اس کی مخالفت اور مزاحمت میں کوئی بالک محسوس نہ رہا۔ اس کی منظوری اور نفاذ میں رکاوٹ بنے یا رکاوٹیں کھڑی کیں ان سب کا کسی کی تعبیریں اور نام لینے کی بات نہیں) بالآخر وہی انجام ہوا جو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب شریف پھاڑنے پرانی شہنشاہ خسرو پروردگار سے کمر مٹھٹھو اور مسزبے نظیر بھٹو کا ہوتا آیا ہے۔

چنانچہ مولانا سمیع الحق مدظلہ اور تحریک نفاذ شریعت کے دیگر رہنماؤں نے اس حقیقت کو بھی انقلاب دوسرے روز صدر غلام اسحاق خان اور وزیراعظم غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقات کر کے ان پر روز روشن کی طرح کر دیا اور شریعت بل کے آئینی اور دستوری حل کے سلسلہ میں مؤثر کردار ادا کرنے کی ذمہ داریوں کو انہیں آگاہ کیا۔ لہذا اس موقع پر ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ صدر پاکستان اور عبوری حکومت کے اہداف اور ترجیحات پر بھی ہوں، صدر کا کردار جمہوری اعتبار سے کتنا ہی منصفانہ کیوں نہ ہو، احتساب کا عمل صاف ستھرا پر مبنی جامع اور ہمہ گیر کیوں نہ ہو، انتخابات کے انعقاد اور اس سلسلہ کے مساعی جن قدر بھی اچھی اور نڈ سے تیر بہدف کیوں نہ ہوں، قوم اور اسلامیان پاکستان کو صدر سمیت عبوری حکومت کے ”شریعت بل“ ناذ، اس کے آئینی تحفظ اور مستقبل میں اس کے ہر لحاظ سے تنفیذ و استحکام اور مکمل ترویج کے لیے میں مؤثر اور جراتمندانہ موقف اور ایک سچے مسلمان کی طرح مخلصانہ کردار مطلوب ہے۔

اگر خدا نخواستہ گزشتہ پانچ سالہ دور کے شریعت بل کے مخالفانہ کردار اور خدا تعالیٰ کی گرفت و انداز اب بھی کوئی عبرت اور سبق حاصل نہ کیا گیا اور شاہی محلات کے بائیں طرف اپنے پیشروؤں کے عبرت آموز اثرات پر نظر کرنے کے بجائے تخت و تاج، لشکر و سپاہ اور حکومت و اقتدار کے نشے میں وہی بے غفلت، شریعتِ مطہرہ سے بے اعتنائی، خدا سے بغاوت، منافقت اور اسی مستی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کا بدترین انجام نئی عبوری حکومت کے قیام کا سبب بنا ہے تو اپنے لیے بھی اس بدترین انجام کا لینے اور اس کے لیے تیار رہنے کا پہلے سے فیصلہ کر لیجئے۔

(عبد القیوم حقانی)